اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین..........

کوئی حد ہے ان کے حدود کی......؟

حدود آرڈیننس منسوخ ہونا چاہئے........ قانونِ وراثت منسوخ ہونا چاہئے

..........قانونِ شہادت منسوخ ہونا چاہئے اور پھر......... قانونِ ناموس رسالت

منسوخ ہونا چاہئے.............. الخ

گزشتہ چند ہفتوں سے ایک بحث ٹی وی پر چل رہی ہے کہ حدود آرڈیننس کو منسوخ ہونا چاہئے اور بحث ومباحث میں حصہ لینے والے اکثر ترقی پسند مرد وخواتین اس کی خامیوں اور خرابیوں کو اس دل خراش طریقے سے پیش کرر ہے ہیں کہ جیسے ملک میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے اس کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہے۔

ٹی وی پر جاری اس بحث سے یوں لگتا ہے جیسے ہر جرم حدود آرڈیننس کی وجہ سے ہو رہا ہے' ہر روز چوریاں ہو رہی ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' کاریں چھینی جارہی ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' ڈکیتیاں ہو رہی ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' لوگ قتل ہو رہے ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' کاروباری بد دیانتیاں ہو رہی ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' ملک کے بڑے بڑے ادارے کوڑیوں کے مول بک رہے ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' اسٹیل مل کا کیس سپریم کورٹ میں زیر بحث ہے تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' کے ای ایس سی (K.E.S.C) سے ہزاروں ملازمین کو فارغ کیا جارہا ہے تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' پی ٹی سی ایل سے ملازمین کو نکالا جارہا ہے تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' ملک میں مہنگائی بڑھ رہی ہے تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' سندھ میں صوبائی حکومت میں اختلافات ہیں تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' سرحد میں گورنر تبدیل ہوگیا ہے تو حدود آرڈی نینس کی وجہ سے' غرضیکہ کوئی برائی اور کوئی جھگڑا اس ملک میں اگر ہے تو وہ حدود آرڈی نینس کی وجہ سے ہے ورنہ ہر طرف خیر ہی خیر ہے۔ بس یہ آرڈی نینس ختم ہوگا تو ملک کے سارے معاملات حل ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ باقی رہا تو نہ بجلی کا مسئلہ حل ہوگا نہ پانی کا' نہ

ڈیم بن سکیں گے نہ ملک لوٹنے والوں کو dam دیا جا سکے گا۔ الٹرا ماڈرن خواتین کو چوروں سے ڈاکوؤں سے لٹیروں سے پرس چھیننے والوں سے اغوا کرنے والوں سے بدکاروں سے اگر کوئی تحفظ حاصل ہوسکتا ہے تو وہ اس حدود آرڈی نینس کو ختم کرنے سے ہی ہوسکتا ہے ورنہ وہ بہت ہی غیر محفوظ ہیں۔

اعتراضات کی فہرست دیکھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے یہ آرڈیننس بنا ہی اعتراضات کے لئے ہے۔ افسوسناک پہلو اس ساری بحث کا یہ ہے کہ بحث کرنے والے اکثر وبیشتر وہ لوگ ہیں جو اصحاب علم کی آخری صف میں بھی کبھی نہیں دیکھے گئے۔ الا ماشاءاللہ۔

حیرت کی بات یہ کہ جس آرڈیننس پر اسلامی نظریاتی کونسل اپنی مفصل تجاویز دے چکی اور لا کمیشن میں اس پر غور وخوض کرنے کے بعد اسے قانونی شکل دی گئی اسے نفاذ کے ۲۷ برس بعد کہا جا رہا ہے کہ یہ قابل نفاذ نہیں۔ اور اسے واپس لیا جانا چاہئے۔

اس آرڈیننس سے اور کسی کو اختلاف ہو نہ ہو ماڈرن خواتین کو ضرور تکلیف ہے۔ کیونکہ یہ آرڈیننس زنا کرنے نہیں دیتا ہو جائے تو کوڑے لگانے کو کہتا ہے۔ یا سنگسار کرنے کو۔ اس میں اسلامی روح موجود ہے جو اس انگریزی بدروح کی جگہ آئی ہے جو حدود آرڈیننس سے قبل کے قانون تحفظ جرائم میں پائی جاتی تھی اور جو گوری چمڑی والوں کا بنایا ہوا تھا۔ اب اس میں سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اس نے ایک انگریزی قانون کو ختم کر کے اس کی جگہ لے لی ہے اور اس میں بار بار اللہ رسول کا نام آتا ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ یہ تمام قوانین سے بالاتر ہے' کیونکہ آئین میں یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ ملک میں کوئی قانون قرآن وسنت سے بالاتر نہیں ہوگا۔ اور نہ قرآن وسنت کی تشریحات کے خلاف کوئی قانون بنا سکتا ہے۔

اس کی ایک اور بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے پاکستان کا تشخص ایک ماڈرن ملک کی بجائے ایک اسلامی اسلامی سا لگتا ہے جو ہماری ماڈرن ماڈرن خواتین کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ یہ کیا ہوا کہ وہ کسی بیرون ملک کلب میں جائیں لباس اس ملک کی بے لباسی سے عبارت ہو' زبان اس ملک کے کلچر سے مزین اور حیا سے عاری ہو اور بتانا یہ پڑے کہ ہم اس ملک کے باشندے ہیں جہاں (ناجائز) فرینڈ شپ پر پابندی ہے اور اس کے نتیجہ میں ذرا سی تفریح (زنا) پر کوڑے لگتے ہیں' سنگسار کیا جاتا ہے۔

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

جہاں کا قانون بے چاری بیس پچیس سال کی معصوم بچیوں کو بھی تفریح کی اجازت نہیں دیتا' نہ لڑکوں کو گرل فرینڈز رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

جہاں ایک ہی شوہر پر گزارا کرنا پڑتا ہے اور جہاں کا شوہر بیوی کو کسی کلب میں کسی دوسرے جوان کی آغوش میں تھرکتے اور ڈانس کرتے برداشت نہیں کرسکتا اور کوئی رپورٹ کرادے تو حدود کا مقدمہ بن جاتا ہے۔

کیسی بے بسی ہے ہمارے ملک میں۔ کتنی گھٹن ہے نا اس ملک میں۔ جہاں ذرا سا کسی بوائے فرینڈ سے فری ہوئے وہیں حدود آرڈیننس کے کوڑے رات کے تاروں کی طرح آنکھوں میں گھومنے لگتے ہیں۔

مطالبہ ہے کہ آزادی ہونی چاہئے۔ رعایت ملنی چاہئے۔ کم از کم اتنی رعایت تو ہو کہ جب تک کوئی جوان لڑکی یا لڑکا خود یہ نہ کہے کہ اب میں ذہنی طور پر بالغ ہو گیا ہوں اس وقت تک اسے نابالغ ہی تصور کیا جانا چاہئے۔ اور ایسے ذہنی نابالغ بچوں کو حدود سے نہیں ڈرایا جانا چاہئے یہ ان کے کھیلنے کھانے کے دن ہوتے ہیں۔

اسی طرح زنا بالجبر اگر ہو جائے تو اس پر کوڑے نہیں لگنے چاہییں' سنگسار تو بالکل نہیں کیا جانا چاہئے اگرچہ زنا بالجبر کرنے والے کتنی ہی شادیاں کر چکے ہوں۔ اور جبر تو بھئی جبر ہوتا ہے ناں اب اس میں بھی سزا ملے گی کیا؟ تفریح کا اتنا سا بھی دروازہ یہ حدود آرڈیننس نہیں کھلنے دیتا کہ اگر کہیں بچوں کا دل مچلا اور انہوں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر زنا کر لیا تو' یہ زنا تو نہ ہوا یہ تو زنا بالجبر ہوا کہ دل نے مجبور کیا تھا اب اگر کوئی ان کی رپورٹ کرادے اور حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج ہو جائے تو کم از کم اتنی رعایت تو ملنی چاہئے کہ آدمی یہ کہہ کر چھوٹ جائے کہ زنا نہیں ہوا بلکہ زنا بالجبر ہوا ہے۔ لہذا اس کی سزا وہ نہیں ہونی چاہئے جو زنا کی ہے۔

اندر ہی اندر کہا جا رہا ہے کتنی زیادتی کی بات ہے کہ وہ سزائیں جو رسالت مآب ﷺ کے دور میں جو نیکی کا دور تھا جو تقویٰ و طہارت کا دور تھا' جو خیر القرون تھا' اس دور کی سزائیں آج کے کرپٹ معاشرہ میں نافذ کی جائیں۔ اس زمانے میں لوگ موٹا جھوٹا پہنتے تھے' روکھا سوکھا کھاتے تھے۔ جھونپڑیوں اور جھگیوں میں بستے تھے۔ ان کی گلیاں پختہ تھیں نہ سڑکوں نے تارکول دیکھا تھا۔ ان کے کوچے اندھیرے تھے' ان کے آنگنوں نے قمقموں کی روشنیاں نہیں دیکھی تھیں۔ وہ جو کی روٹی اور

ستو پہ گزران کرتے تھے اب ان کے دور کی سزائیں آج کے برگر خور معاشرے اور سود خور قوم پر نافذ کی جائیں یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ اس زمانے کے لوگ کوڑوں سے پٹتے اچھے لگتے ہوں گے مگر آج امیر زادے شد بنگلوں میں رہنے والے اور اے سی کاروں میں گھومنے والے نوجوان بچے بچیاں اگر ذرا سی شوخی کر بیٹھیں تو انہیں کوڑوں سے پیٹا جائے ہائے ہائے بڑا ظلم ہوگا یہ ان کے لئے تو میکڈونلڈ سے کوئی بیت آنا چاہئے یا کے ایف سی سے کوئی چھتر منگایا جانا چاہئے۔ کہ ان کی چمڑی بڑی دمڑی رساں ہے۔ اور ان کی کھال ڈبے کے دودھ سے بنی ہے گائے بھینس کے دودھ سے نہیں۔

اعتراض ہے کہ اس حدود آرڈی نینس میں عورتوں کی گواہی کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔ یہ تو عورتوں پر بڑا ظلم ہے اگر ایک عورت نے اپنی آنکھوں سے نیچے دروں نیچے بروں کا عمل ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا ہے تو اسے بھری عدالت میں مردوں کے بیچم بیچ کھڑے ہوکر یہ کہنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ صاحبو میں نے دخول وخروج کا ایسا ایسا منظر بچشم خود ملاحظہ کیا ہے اور اگر جج صاحب کوئی مزید تحقیق کے ارادے سے دریافت کرلیں کہ بی بی اس کا ذرا ناپ تول تو بتاؤ تو وہ بے دھڑک شہادت دے سکیں کہ معاملہ گاجر گاجر تھا یا مولی مولی۔ اور۔ از قبیل قبل تھا یا دبر۔ بالجبر تھا یا بالتراضی۔ فریقین اس عمل سے متمتع ہورہے تھے یا ان کے چہروں سے جبر کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ دورانیہ کیا تھا اور تم نے کتنی دیر تک اس منظر کے مختلف سین دیکھے۔ اس وقت تمہاری اپنی کیفیت کیا ہورہی تھی؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر چہ یہ الفاظ لکھتے ہوئے ہمیں نہایت کوفت ہورہی ہے مگر کیا کریں معاملہ شریعت کا ہے جس میں صاف صاف بولنے اور لکھنے سے اجتناب بسا اوقات ممکن نہیں رہتا۔ اور خاص طور پر جب الٹرا ماڈرن خواتین حدود اللہ کے بارے میں حدود آرڈی نینس کی آڑ میں زبان درازی کی تمام حدود پھلانگ رہی ہوں۔

سوال کیا جاتا ہے کہ حدود آرڈینینس میں آخر کون سی ایسی خوبی ہے جو علماء کا طبقہ اس کا دفاع کرنا اپنا فرض سمجھ رہا ہے؟ جی ہاں علماء کرام کو ایسے کسی قانون کا دفاع نہیں کرنا چاہئے جو منزل من اللہ احکام کے نفاذ کی کوئی صورت پیش کرتا ہو۔ اس قانون کو نافذ کرنے اور دیگر قوانین شریعت کے نفاذ کا مطالبہ علماء نے کیا۔ نفاذ کی تجاویز مرتب کرنے میں ۱۸ ماہ تک علماء اور قانون دانوں کا ایک

سرکردہ گروپ مصروف عمل رہا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے۔ پھر اس کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں علماء نے کردار ادا کیا' اور اب اس کے بقا کی جنگ بھی الحمد للہ علماء ہی لڑ رہے ہیں کہ انبیاء کے علوم کے وارث یہی لوگ ہیں' معاشرے میں اصلاح اور فلاح کی کوششیں انہی کی ذمہ داری ہے۔ ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب کو کہ جو میڈیا پر اس جنگ کی قیادت کر رہے ہیں اور ماڈرن بننے کی بجائے اسلاف کے نقطہ نظر کے امین اور حامی نظر آتے ہیں۔ جوابدہ۔ میں وہ اللہ کو جوابدہی کے احساس کے ساتھ موجود ہیں اور اسلاف کی نمائیندگی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اگر رعشہ اور زبان پر لرزہ طاری ہوتا ہے تو اللہ کے خوف سے کہ کہیں کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکل جائے جو عنداللہ قابل مواخذہ ہو۔

ہم اس موقع پر جب میڈیا اسلام کے خلاف ایک کھلی جنگ شروع کر چکا ہے' ان ٹی وی چینلز کے مالکان و مدیران کو اس طرف متوجہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں جنہوں نے ٹی وی چینلز نظریاتی جذبے سے شروع کئے' انہیں اس وقت اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے اور اسلام دشمن عناصر کی موثر ومکمل سرکوبی کے لئے اپنے چینلز سے اسلام اور اسلامی قوانین کے فوائد وثمرات اور ان کے مثبت نتائج' ان کی مخالفت کے عواقب جیسے عنوانات پر سلسلہ تقاریر وبیانات شروع کرنا چاہئے۔ یہی وقت ہے جب معلوم ہوگا کہ کس نے مسلک و مذہب کے درد سے چینل شروع کیا اور کس نے محض کاروبار کے لئے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ لبیک اور کیو ٹی وی اپنا وہ کردار ادا نہیں کر رہے جس کے حامل ان کے مالکان وسرپرستان خیال کئے جاتے ہیں۔

یاد رکھئے اگر اس وقت حدود آرڈیننس منسوخ ہوگیا تو فوری طور پر جو قانون اس کی جگہ لے گا وہ وہی پرانا قانون سرکار برطانیہ ہے جسے آئین پاکستان کے تحت تحفظ حاصل ہے جس میں زنا بالرضا پر کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں' جس میں زنا کوئی ایسا جرم نہیں کہ ریاست کو اس کی روک تھام کے لئے کسی سخت اقدام کی ضرورت ہو۔

زنا آرڈیننس کی منسوخی کو اگر تسلیم کر لیا گیا تو پھر اس کے بعد قانون وراثت' پھر قانون شہادت' پھر قانون احترام رسالت اور علیٰ ہذا القیاس ان تمام قوانین کی منسوخی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جن میں کسی بھی صورت اسلامی روح کارفرما ہے۔ خبردار ہوشیار دینی تنظیمیں اور تحریکیں پورے عقل وشعور کے ساتھ صورت حال کا ادراک کریں ورنہ

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں (محدث ابوزرعہ)